موقع کو ضائع نہ کریں (آمین)۔

میں نے کچھ عرصے کے لیے نماز پڑھنا کافی کم کر دیا تھا۔ اس کے پیچھے سوچ یہ تھی کہ جب تھکی ہوئی ہوتی ہوں' یا کوئی کام طاری ہوتا ہے' تو نماز توجہ سے نہیں پڑھتی ہوں' پھر وہ محض ایک رسم ہو جاتی ہے۔ ایسی نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن میں نے دیکھا کہ شرط لگانے سے میری نمازیں بہت کم ہو رہی تھیں۔ میری امی کی ایک بات نے مجھے احساس دلایا کہ میں غلط کر رہی ہوں۔ انھوں نے کچھ ایسی بات کی کہ نماز صرف میرے لیے نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ یعنی یہ کہ نماز پڑھنا ایک فرض ہے' جسے ہر صورت میں ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد میں نے پھر سے باقاعدگی سے پڑھنا شروع کی' اور میں نے دیکھا کہ میں جو سوچ رہی تھی' وہ الٹی منطق تھی۔ نماز پڑھنے کے بعد سکون ملتا ہے۔ یہ شرط لگانا کہ پہلے ذہنی سکون ہو' پھر نماز پڑھی جائے' غلط ہے۔

اسلام کے راستے پر واپس آنے کے بعد مجھے بس یہی مسئلہ درپیش ہے۔ نماز تو پڑھتی ہوں لیکن اب بھی بہت سے فرائض میں پورا نہیں کرتی' مثلاً مکمل پردہ۔ ان شاء اللہ ایک دن مجھے اسلام کے بقیہ فرائض ادا کرنے کی توفیق ہوگی۔ لیکن فی الحال میں نے slow & steady کا motto اختیار کیا ہوا ہے۔ پہلے اپنے آپ کو اندر سے مضبوط بنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ باہر کی مضبوطی بھی ان شاء اللہ خود بخود ہو جائے گی۔ مجھے پتا ہے کہ یہ مضبوطی صرف مطالعہ سے آئے گی' ویسے نہیں۔ اس لیے کوشش کرتی ہوں کہ اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھتی رہوں۔ اسلام پر کسی بھی کتاب پڑھنے سے فائدہ ملتا ہے' لیکن کبھی کبھار ایسی کتاب ملتی ہے جس سے جذبہ ملتا ہے۔ میں جاننے والوں سے پوچھتی رہتی ہوں اگر انھوں نے کوئی ایسی کتاب پڑھی ہو تو مجھے بتا دیں' آپ سے بھی یہی گزارش ہے۔

بندگی کا ہر کام اپنے ہی فائدے کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ کو تو اس سے کچھ نہیں ملتا۔ اپنا فرض ادا کر دینا بھی انسان کی مسرت اور تربیت کا بڑا ذریعہ ہے۔ باقی رہیں دل کی کیفیات تو وہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ کوشش کرنا تمھارا کام ہے کہ نماز میں توجہ برقرار رہے' یہ کیفیت حاصل ہو جائے' یہ تمھارے بس میں نہیں۔ جو کام اپنے بس اور اختیار میں ہے وہ کر دینا چاہیے۔ باقی اللہ توفیق دے گا۔ نمازیں حکم الٰہی کی تعمیل' اللہ کو یاد کرنے اور اس کے قریب ہونے کی نیت سے پڑھو۔ نیت باندھنے سے پہلے ہی یہ سوچنے کی کوشش کرو کہ اللہ سے بات کر رہی ہوں۔ جو زبان سے بولو' دل میں ان کے معنی دہرا لو۔ ان شاء اللہ نماز تمام ذہنی تکلیفوں اور پریشانیوں کا علاج کرے گی۔ حضورؐ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کوئی بات آپ کو پریشان کرتی تو آپؐ نماز پڑھتے۔

اخبار امت

ترکی: سیکولرازم نہیں ‘ اسلام

سید منور حسن

ترکی خلافت اسلامیہ کا گہوارہ رہا ہے۔ آج بھی پوری امت کے لیے اس کے نام میں کشش اور جاذبیت ہے۔ ۱۹۲۳ میں کمال اتاترک نے آکر اس کا رشتہ ماضی سے کاٹ دیا۔ لیکن اب گذشتہ چند سالوں سے وہاں قسطنطنیہ کی فتح کا جشن منانے کا آغاز ہوا ہے۔ اسلام کا نام لینا منع ہے اس لیے ۳۰ مئی کو ترک‘ جشن استنبول کے نام پر دنیا بھر سے مہمان بلاتے ہیں اور اپنے اسلامی جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

ترکی میں سیکولرازم کی علامت اتاترک ہے۔ اس کی شخصیت پرستی (personality cult) شمالی کوریا کی طرح اپنے عروج پر ہے۔ ہر سال دس نومبر کی صبح نو بج کر پانچ منٹ پر سارے ترک ایک منٹ کے لیے خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لمحہ ہے جب جدید ترکی کا بانی اتاترک ۱۹۳۸ میں اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ کمال اتاترک کی تصویر ہر بنک نوٹ پر‘ ہر سکے پر اور ڈاک کے ہر ٹکٹ پر موجود ہے۔ قانوناً اس کی تصویر تمام پبلک مقامات پر اور دفاتر میں آویزاں کرنا ضروری ہے۔ اسکولوں میں بچوں کو کمال ازم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۲۴ دسمبر ۱۹۹۵ کے گذشتہ انتخابات کے بعد رفاہ پارٹی اور ٹروپاتھ پارٹی کی موجودہ مخلوط حکومت نے ۸ جولائی ۱۹۹۶ سے اپنی مدت کا آغاز کیا۔ رفاہ پارٹی کو بجا طور پر اسلامی پارٹی کہا جا سکتا ہے۔ چلر کی ٹروپاتھ پارٹی کے علاوہ دوسری سنٹر رائٹ‘ مدرلینڈ پارٹی ہے۔ سنٹر لیفٹ کا اطلاق ڈیماکریٹک لیفٹ اور ری پبلکن پارٹی پر ہوتا ہے۔ کچھ چھوٹی پارٹیاں بھی ہیں۔

ترکی کے منظرنامے پر اس وقت ہر طرف اسلام اور سیکولرازم کی کش مکش کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ سیکولرازم کے محافظ فوجی جنرلوں کو‘ ملک کے دستور کے تحت‘ انتخابات کے ذریعے‘ حق حکمرانی حاصل کرنے والی رفاہ پارٹی کو معاہدے کے تحت اڑھائی سال دینا گوارا نہیں ہے۔ انھیں پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی محسوس ہو رہی ہے۔ ایک سال پورا کرنا بھی مشکل کر دیا گیا ہے۔ وزیراعظم اربکان کو ناکام کرنے اور اقتدار

اور لکھیں۔ بہت سوں سے کہتا رہتا ہوں۔ اب تک کوئی آگے نہیں بڑھا۔ اس وقت تو میں تمھیں اس پر پڑھنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ تمھاری پی ایچ ڈی کا حرج بھی ہو گا۔ دوسرے' محمد رسول اللہؐ پر اعتماد و یقین کی فراوانی بھی ضروری ہے۔ ورنہ تم بہک بھی سکتی ہو۔ ویسے مغرب کی چیزیں پڑھنا چاہییں۔

آخری بات! اپنے کو کبھی بیکار نہ سمجھنا' نہ کہنا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے خلاف جاتی ہے۔ کیا وہ کوئی چیز بے کار پیدا کرے گا؟ رحمٰن و رحیم ہے' شفیق و مہربان ہے' رب ہے' پرورش کرتا ہے' تم کو اتنا کچھ بخشا ہے۔ اگر وہ تم کو اتنا کچھ نہ دے کہ اس کے امتحان میں کامیاب ہو سکو' تو یہ اس کی رحمت اور عدل کے خلاف ہو گا۔ اور ایسا ہو نہیں سکتا۔ وہ تو بہت کچھ دیتا ہے۔ ہاتھ پکڑ کر بھی اپنی طرف چلاتا ہے۔ **ویھدی الیہ من ینیب**۔ ہم لوگ ہی ہاتھ پاؤں توڑ کر اور مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تم تو میری بہت قیمتی بیٹی ہو کہ کھونے کے بعد ملی ہو۔ اتنی اچھی طرح اللہ کی راہ پر چل رہی ہو' ان شاء اللہ چلتی رہو گی۔ یہ تمھارے والدین کی محبت اور ان کا فیض ہے۔ میرا تو کچھ زیادہ دخل بھی نہیں۔ تم نے مجھے بھی اس زمرہ میں شامل کر لیا' یہ میرے لیے مسرت و لذت کا سامان ہو گیا۔

دعوت کے بارے میں جو بات تم نے کی ہے تو میں تو کسی کے اختلاف کا برا نہیں مانتا۔ لیکن دو باتوں پر سوچنا: ایک یہ کہ کیا زندگی میں کبھی ایسا مقام آئے گا جب تم کہو کہ میں نے اپنے کو ٹھیک کر لیا۔ جس دن تم یہ سوچو گی--- یہ زعم و غرور ہو گا' اور بربادی کا پہلا قدم--- اور اتنا ٹھیک کہ اب دوسروں کو ٹھیک کر سکوں' یہ بہت ہی گناہ کی بات ہو گی۔ دعوت کی اصل روح ہے کہ میں بھی مسکین و محتاج ہوں۔ اپنے رب کی طرف جا رہی ہوں اور تم بھی۔ اللہ کے راستے کی طرف بلانے کا فرض ادا کرنا سب سے بڑی توفیق ہے۔ دعوت سے تمھارا اپنا عمل اور ایمان بھی مضبوط ہو گا۔ (خرم مراد' اکتوبر ۹۶)

مذہبی جماعتوں کی ناکامی

گذشتہ انتخابات کے بعد یہ کہا جانے لگا ہے کہ پاکستان کے عوام نے مذہبی جماعتوں کو مسترد کر دیا ہے' آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مذہبی جماعتوں سے ہماری مراد کیا ہے؟ ہمارے ہاں مذہبی جماعت اس تنظیم کو کہتے ہیں جو کسی فقہی مسلک کی بنیاد پر اپنے تشخص اور سرگرمیوں کو پیش کرے۔ چنانچہ ہمارے ہاں جو جماعتیں ہیں ان میں بعض اپنے آپ کو جمعیت علماے اسلام یا جمعیت علماے پاکستان یا مرکزی جمعیت اہلحدیث یا پھر تحریک جعفریہ کے نام سے پکارنا پسند کرتی ہیں۔ ان جماعتوں میں ان کے مسلک کا اظہار قدر مشترک ہے۔ ہم انھیں عام طور پر مذہبی جماعتوں کی ایک عمومی فہرست میں رکھ دیتے ہیں لیکن ان مذہبی جماعتوں میں بھی انسانی طبیعتوں کے اور انسانی فکر کے مختلف ہونے کی بنا پر بعض ذیلی جماعتیں بھی بن گئی ہیں۔ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ دیوبندی فکر سے وابستہ

ہیں وہ بھی اپنے آپ کو مزید تقسیم کر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارا تعلق فلاں مولانا کی حزب سے ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ ہم مسلکی طور پر اتفاق کے باوجود فلاں کی تعبیر اور سیاسی سوجھ بوجھ اور قیادت کو قبول کرتے ہیں۔ گویا جمعیت علماے اسلام ہو یا جمعیت علماے پاکستان دونوں میں ذیلی احزاب پائی جاتی ہیں اور وجہ محض فقہی تعبیر کا اختلاف نہیں' شخصیات کا ٹکراؤ ہے۔ مجموعی طور پر دونوں جماعتوں کا تشخص اور بنیاد فقہ حنفی' بریلوی یا دیوبندی مکتب فکر سے ہے لیکن شخصی اختلافات نے انھیں مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ گویا مذہبی جماعتوں سے مراد وہ جماعتیں لی جائیں گی جو ایک خاص مسلک اور ایک خاص شخصیت اور ایک خاص تعبیر کو اپنی پہچان سمجھتی ہوں۔ اس تعریف کی روشنی میں اگر معروضی جائزہ لیا جائے تو جس جماعت کو جماعت اسلامی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ اس تعریف میں نہیں آتی' یعنی اس کا کوئی فقہی مسلک نہیں ہے۔ اس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ہم اہل حدیث' بریلوی' دیوبندی یا شیعہ حضرات کی جماعت ہیں بلکہ اس کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس کے اندر تمام مسالک کے افراد شامل رہے ہیں۔ اس کی تاسیس سے لے کر آج تک اس کے ارکان میں وہ افراد شامل رہے جو دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور جعفری مسلک پر عمل کرتے تھے۔ جماعت اسلامی کو اس نوع میں لانا میری نگاہ میں ایک بنیادی غلطی ہو گی۔

اس تعریف کی روشنی میں جن جماعتوں کو مذہبی قرار دیا جا سکتا ہے' ان جماعتوں کی ناکامی یا کامیابی کا معیار کیا ہونا چاہیے؟ اس سلسلے میں پانچ نکات قابل غور ہیں:

اول' ان مذہبی جماعتوں کی کامیابی یا ناکامی کیا اس بنا پر ہونی چاہیے کہ انھوں نے اپنے فقہی مسلک کو رائج کرنے میں کس حد تک کامیابی حاصل کی؟ اگر بنیاد یہ ہے تو ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ جو جماعتیں بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث یا جعفری مسلک کی بنا پر قائم ہیں' کیا بطور جماعت وہ اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت یا نفاذ میں آگے بڑھ سکیں؟ اگر ایسا ہے تو مسلک کی اشاعت و ترویج کسی بھی مذہبی جماعت کے کامیاب یا ناکام ہونے کا معیار بن سکتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر یہ جماعتیں تقسیم در تقسیم کا شکار ہوتی گئی ہوں تو ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ ہمارا معیار کیا ہو؟

دوئم' یہ جماعتیں کس حد تک بحیثیت ایک تنظیم' ایک جماعت یا ایک منظم گروہ' اپنے آپ کو عوام الناس میں مقبول بنا سکیں؟ یعنی کیا ایسا ہے کہ ہمارے عوام الناس خواہ فقہ جعفری سے تعلق رکھتے ہوں یا بریلوی' دیوبندی اور اہل حدیث فقہ سے' وہ بعض مذہبی جماعتوں کو اپنی قیادت' رہنمائی اور اعتماد کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں اور بعض کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی قیادت کی ذمے داریاں پوری نہیں کر سکتیں؟

تیسری بنیاد جو کامیابی یا ناکامی جانچنے کی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ ان جماعتوں نے کہاں تک عالمی سطح پر امت مسلمہ یا اس امت کے لیے جو پاکستان میں پائی جاتی ہے' مختلف مسائل پر ایک موقف اختیار کیا ہے اور اس